قصیدہ در منقبت و شہادت جناب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ
از کلام
خوں فشاں
قصیدہ
نتیجۂ فکر امیر الامرا عالیجناب چودھری محمد سعید الدین حسین صاحب رئیس بدایون
تحریر
در مطبع افضل المطابع و سعید الاخبار بدایون طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہوش مین آ دل مدہوش یہان تک تو نہ بہک
سم قاتل سی لبالب ہی مینای فلک

دور مین اوسکی یہہ افسردہ ہی بزم عالم
شمع خورشید بھی گر لوفی گاتی تو بہک

مہر کا رنگ ہی جیسی قبائی کوئی
ماہ کا نور ہی یون رنگ کی جیسی ہو چمک

شاخ ہی کاہکشان پہ کہین برگ نہ بار
پہول کہنی کو ستارونکی ہین پر بوبہ چہک

ظاہر ہی ربط سی اسکی ہین جگر سبکی کباب
گرمی مہر و محبت ہو تو بہین جائی چمک

وہ مطب اسکا ہی جسکی ہی مداوا مین خلش
آبلہ اوٹھی جو چہالی مین تو دی خار کھٹک

سبعہ سیارے ہین اسطرح پریشان تمام
جیسی بستی مین مسافر کہین جاتی ہین بہٹک

صندلی رنگ کا باعث کوئی پوچھے
وردِ سر اس سے ہی جس کو یعنی نہیں شک

زہرہ و رقص و غنا کہنے کی باتیں ہیں ہے
اسکی گردش سے ہی چکر میں ہی آج تلک

اسکی ہاتھوں سے یہ تنگ ہوا زحل
تا ابد اوس سے نہ ہووےگی سیاہی منفک

اسکی ہاتھوں سے ہوا دل مریخ لہو
اوسکو بھی وا اسکی سب کہتے ہیں جلاد فلک

سینۂ صاف قمر اسنے کیا ہے داغی
رعشہ و لرزہ ہوا شمس کو اس سے بشتاب

چاک دل مثل قلم اس سے ہی منشی کا ہے
خط تقدیر میں کیا اوس سے ہوا اصلاح و حک

زخم خنجر کرہ اوسکو بنا دی فورا
نکلے دنیا میں کسی سمت اگر ہنستے ہی ترک

کیا عجب شمع اگر شیر سحر ہو جائے
چاک دل ہے یہ ہر اک طرح جگر کا ہے نمک

اگر آدم کا یہ ہوتا نہ محل راحت
رہتی سجدے میں اونکی صفت سبہ ملک

اسنے ہابیل کو نظروں سے چھپایا ناکام
تا نہ قابیل کا قصہ ہی نمایاں یارک

اسنی ادریس کا صد چاک کیا رخت شکیب
اسنے دی نوح کو طوفان اندوہ کی زک

اسنے یوسف کی بڑی بول کو نیچے ڈالا
اسکی دکھ دے کی فریق کو نہیں بچنے کی تک

آخر اتنا بھی اسی ننگ گوارا نہوا
خون پیتی گئی اور رہا جوش بہت مدت تک

دون پرستی کی یہی ایک تو ہے اسکی دلیل
کہ بری خلق میں بسیار ہیں اچھے اندک

شکلیں سب نقش کف پا کی طرح سجتی ہیں
اسکی باعث ہوئے بتخانۂ آزر کی بھڑک

اسکو دلسوزی نہ منظور براہیم کی ہو
ہے غضب آتش نمرود دہکائے مبادک

نہ تو ہے پہلوؤں کی محبت نہ بزرگوں کا ہے ادب
ایک ہیں اسکی نگاہوں میں بزرگ و کوچک

اسنے کی حضرت عیسی کے لئے دار کی فکر
ورنہ کیا حوصلہ رکھتے تھے یہودی مردک

پر بلند اونکا نصیبا کہ ہو چرخ میں بند
سر پہ اس موذی کے پہونچی وہ پنیر بنشک

رہتے دنیا میں تو پہنچتے نہیں اسکے ہاتھوں
آڑ پکڑی یہ ٹھہر کی اس سے اتنا تک

اسنے شمعون صفا سے وہ کدورت رکھی
کہ ہے خورشید درخشاں سے عیاں آج تلک

جسکے باعث سے ہوا ایک زمانہ ظاہر
تنگ آکر وہ چھپے غار میں پر نور تلک

جسنے عالم کو سبکسار گناہوں سے کیا
ڈالی اوس پشت پہ جاکے میں شہ مردک

کو ہر ملت بیضا کو ملی جس سے آب
سنگ سے اور وہ دندان گرانی اسکی منفک

عمل سید لولاک جو تھے شیر خدا
ابن ملجم کی وہ ہاتوں سے ہوئی قتل ملک

شیر اللہ کی وہ جنسے ہوئی جنگ کو شکست
شیر اللہ کی وہ جنسے دبا شیر فلک

شیر اللہ کی وہ ہیں جو ید اللہ لا ریب
شیر اللہ کی وہ بازوئے احمد بیشک

یاں لکھوں منقبت شاہ میں یک مطلع خوب
جسمیں ہو مطلع خورشید امامت کی جھلک

تیرا ہمسر نہیں بالائے زمین زیر فلک
تجھسے افضل جو ہیں بتلا اوسکی تو ہی ہے بیشک

قبلہ اہل ورع کعبۂ ارباب تقی
فخر دین فخر عرب فخر بشر فخر ملک

حرم کعبۂ اخلاص خداوند کریم
کعبۂ ملۂ توحید الٰہی بیشک

مرکز کاف کرم معدن اخلاق و ہمم
ابروئے خلق کی خم عین عنایت کے پلک

جوہر کان امامت مہ اوج رفعت
لعل توقیر کی رنگت در ہمت کی جھلک

جلوۂ شمع ہدیٰ شمع شب استغنا
مہر الفت کی ضیا ماہ صفا کی چمک

ورق نسخۂ قدرت گل باغ برکت
غنچۂ لطف کی نکہت گل شفقت کی مہک

یا علی عارض نورانی و روشن ہے ترا
روئے اعجاز کو عین عدو چہرہ صفا کو عینک

کوہ تمکین ہین ہی صاحب قدر اعلے
عرش افلاک علا عالم رفعت کے فلک

سامنی آپکی قنبر کی طرح سی ہین کھڑا
شاہ و سلطان ملک خان خدیو ازبک

قدسیونکو ہے تیری روضۂ پرنور کا عشق
شمع تربت کی ہی پروانہ تیرے روح ملک

پنجۂ مہر تیرا شیر کا پنجہ ہے شہا
ٹیکی فیل شب غم تو یہ پکڑ کر مستک

خسرو انام خدا ہمت والا تیری
نعمت خوان خلیلی ہین ہے مانند نمک

ساقی حوض جنان تیرا مخالف پوچھے
در توبہ پہ ہین دست سبو دیدو ستک

ہو تیری عین شجاعت کا تصور جسے
لاکھہ مین آنکھہ وہ اک طفل سی جائیگی جھپک

اوج پہ پایہ کے تیری پیر فلک سی بیعت
پونچے گر ٹوٹنی مین دست سبو پاؤن تلک

تو وہ ہے بحر کرم نظم جو ہو تیری ثنا
شعر بنکا ایک ہاتھ [?] ہو بحر عروضی ہی اٹک

ہو تیری فیض قدم سی شرف اطلس چرخ
گر تیری ذکر کی محفل مین ہو فرش حسک

قطعہ

ہو تیرے نام سی آنکھون سی جو شب بر سا
یاد دندان مین جو رو کے گئی آنکھہ جھپک

چونک کر بولا تیرے نوری کہ ہو در یتیم
طفل کو شک کی اے پنجۂ مژگان تھپک

ہین جو ارباب بصر اونکی نظر مین تمام | دیکھی نعمات کرم کو تیری کیا کو نمک

جو بلا آئی وہ معدوم جہان سی ہو جائی | اسم سامی کی تمہاری جو کوئی ورد کی تا بک

تیری میلاد کی دن ابر نہین محو غریو | تو ہین پنجتنی مین سالمی کا ہی عشری شبلک

دیکھتا ہی نظر آتا نہین اسکا نظیر | مہر و مہ کی فلک پیر لگا کر عینک

جلوہ گر ہو نہ تیرا فیض جو مثل خورشید | زہ پہنچی سو نہ قمر سی کبھی شب کی کالک

صف جنگاہ مین تو ہو جو سوار دلدل | ساتھہ دی ابلق ایام تو جاوین تہک

جامہ بہی تیرا شہا جو چمن مین دیکھی | جوش فرحت سی قبائی گل ہر جای مسک

کیون نہ فرمائی نبی لحمک لحمی تجھسی | تم حقیقت مین ہو یکجان و دو قالب بیشک

خانہ کعبہ مین پیدائش والا جو ہوئی | معنی بیت خدا ہو گئی پیدا بیشک

شب ہجرت مین فدا تو نی نبی کی جان | ابتغاء مرضات احد ہی مین بیشک

ہل اتی ہی تیری ایثار کا سخا پر شاہد | جسکو قرآن مین شک ہو اوسی ایمان مین شک ہو

لکہی مقدار زر گل کی جی اذن حضور | لالہ باغ جہان کا بہی غلط ہو بیجاک

بہاگتی ہی اونہین نہتی ہی مقابل جگنو
ایک ہین آگی تری ایک سی لیکر تا لک

ہین عیان درہم و داغ مہ و فلس ماہی
سکہ جاری ہے سما سی ترا لی تا بسمک

عمل جب سے ترا ای شہ والا گوہر
مہر تابان کو ہی حجت مہ انور کو سمک

تیرہ بختی کی بلا کیون نہ اشارے مین دفعی
ہی وہ فیل سیہ و ابرو ہی خمدار کچک

دیکھین دنیا کی اگر غافلونکو مست ولا
نشی ہو جائین ہرن تب ہو کبابونکی گزک

لاکہون قلقسی رخ تابان کی ہین شیدا نو عرش
عین بازار مین یوسف کی ہزارون گاہک

آپکا ذکر نہین حسن بیان سی خالی
قید یوسف ہی سری مشتمل عمل کی قیدک

زیور حور کی موتی کا بنائی رضوان
صرف روضہ کی سپیدی مین جو ہووے آہک

عیش ہی تلوار سی بہی وار لگا ای تو اگر
دہن زخم عدو مین ہو شکر جائی نمک

جو ترے عشق مین چلتا ہی وہی ہے ہشیار
ہی یہی خمکدہ بادہ غفلت کی نمک

تیری لنگر سی جو کہاتا ہی وہ پاتا ہی مزہ
حسن رخسار حسینان کا ہی کہانی مین نمک

اپنی دولت لطف احدی پائی ہی
ہین گدا آپکی شاہان کیان بابک

تیرا نیسان کرم ہو ز نجف مین بھی محیط / قطرہ جو گرتا ہی ہو جاتا ہی گوہر بیشک

کیا ہی نایاب غزل لکھی ہی آپ نے سعید / مونہہ مین بھر دیوینگے حیدر شکر گوہر بیشک

توسن طبع خداداد ذرا خوب چمک / بیٹھیں تکمیل قصیدہ کا ہی میدان بیشک

اوج پہ پا کے لے پیر فلک سے بیعت / پہونچ کر توشنی مین وسعت سبع تا فلک

روح ہی فیض ترا جسم ہے سایہ کی لیے / لال ہین گل تیری گلزار کی سبزہ سب

پہلو ہی ختم رسل دار امارہ تیرا / دو قدم احمد تیری اجلاس کے اعلیٰ کو بیشک

بعد تعظیم جناب نبوی لازم ہے / تیری تکریم پہ پیر و جوان و کودک

استفادہ جو ہی اس طبع سے ہو سکے او / ڈھونڈھی ملتی نہین کافور سحر مین کالک

سایۂ لطف رسول عربی تیرا لحاف / دامن شاہ رسالت تیری خاطر توشک

صاحب تاج و نگین حشمت ہمیر تو ہے / تیرا دنیا مین ہر ایک شخص ہی حق نمک

مورد انت وزیری ہی ابھی تو ہے / تو ہی دارین مین حضرت کا ہے بر در بیشک

تجھسے بھی دولت ایمان جانی کو ملے / کیا تیری ہی لگی ہین خطا ان کیا ہی یا بک

تو ہی ہے نام خداوند احد نام خدا
نام ہے تیرا ہی سے ورد زبان ملکوتی ہی ملک

کہیں یار روشن ہے ہر کہ تری اصحاب رشید
ریزہ چین خوان کرم کی تری آل نبی پاک

تجھ سے ہے دولت ایمان زمانے کو ملی
تیری ہی کیا آگے ہوشیاران کیا چون یا بک

مدح ہے تیری کوئی مداح کی ولسی پوچھے
بوزنہ کو نہیں علوم خواص ادرک

اہل دنیا کی ثنا اور صفت ہی تیری اور
نشہ بادہ کوثر نہیں ہم رنگ مدک

میں اکیلا ہوں نہ میری کیا طبع ہے میری کیا تقریر
تیرا اوصاف خدا ہی تیری مداح ملک

قہر ہی تیری فضایل کا جو منکر ہو کوئی
ہی غضب تجھ پہ جو حملہ کری کوئی مردک

عبد رحمن وہ نہیں خاص ہی عبد الشیطان
جسنی اس طرح سی برباد کیا حق نمک

عاقر ناقہ صالح سی مشابہ تہا شقی
بلکہ اوس سے بہی بادہ ستم آرا مردک

ہائی وہ دیس پرا با وہ غریب الوطنی
ہائی ایام مبارک مین یہ بیداد فلک

پوچھا پندرہوین کو حضرت نے یہ فرزندوں سے
آج سی کے ہی روزی گئی آج تلک

کہا شبر نے فقط پندرہ روزی گذرے
بولی شبیر کہ ہین پندرہ باقی اتنا تک

شہ نے فرمایا کہ تھی شستم میری مدت عمر

الغرض ایسی ہی باقی تھی حضرت کلمات

اونہیں ایام میں لکھا ہے کہ ابن ملجم

ایک شب خواب میں نظر آئی وہاں اوسکو قطام

ابن ملجم نے دیا اوسکو پیام وصلت

دیکھکر بیخود و وارفتہ و شیدا اوسکو

ابن ملجم نے کہا مہر کی تعداد ہے کیا

ایک شے مجکو کنیز ایک ہی درکار غلام

یعنی کر قتل علی ابن ابی طالب کو

اونکی ہاتونسے ہوئے قتل میری عم و پدر

تینوں باتونکو کیا دشمن ایمان نے قبول

ایک اور وان تہا داماد قطام ایک شبیب

کہتی تھی یہ کہ غشی سے پڑی طاری تھی سب
بیٹیاں اور تھیں جتنی سب پیاسا گھر میں
دل جگر پارا جلتا ہوا زہر کا او تنا ہی اثر
دونوں فرزندوں سے نعمان کو بولا کہ جگر
دیکھتی تھی ہوئی تغیر یہ حالت اوسکی
تو اٹھا تلوار پہ جہانی تھی سم قاتل میں
پھر بعد اسکے پیا آئی اک کاسۂ شیر
اور دوسرے میں وہ قیامت کا ہوا تھا پیدا
ساری اونیسویں ان بیسویں شب روز
تا ہوتا ہے کبھی فرزندوں سے رخصت کے کلام
کبھی اصحاب گرامی کو رخصت کرنا
تا سحر یکہ ہو پیدا ہوی اکیسویں شب

رکھکے کملی میں پسر لیگئی دروازے تک
چھوڑ کے جو وہ پسر گھر رہی تھی جان تلک
دھوپ کیطرح گیا جسم مبارک میں چھٹک
کہا جراح نے ہے تو جان کو بس مشکل تک
جان کو جو وہ لگا رونے لگا سر کو پٹک
مشکل بچنے کی نہیں شاہ عرب کی اب تک
اور کہا آخری یہ رزق مرا تھا بیشک
جسقدر باندہتے تھے اور زیادہ تھی دہمک
یوں میں بیتاب ہے بادشہ جن و ملک
گہ نظر سوی زمیں گاہ نظر سوی فلک
گہ سوالات کی پانچ او نہیں جہنا جواب تک
شب بہت کی لگا ہی ہوی منہ پر کالک

قلب احباب کو تسکین جگر کو راحت

جب تلک خضر کو ہو راہنمائی تفویض

سبز و چمنی سے رہے بسکہ دل دشمن شاہ

نفس باطل کی طرح دشمن والا ہستہ تیر

خلق میں فاش ہو پردہ نہ غنچہ کا کبھی

طائر ہوش عدو کو ہو نشیمن نہ نصیب

طبع طامع کی طرح زخم دل اوسکا نہ بھرے

دل دشمن ہو لہو بخت مخالف ہو سیاہ

جگر اعدا کی ہو صد چاک تو دل داغ ہو ریش

ایک اک روز میں پہنچیں اس عدو کو صدمات

دیدۂ اہل ولا میں رہی جیسی نور ایمان

گرمجوشی کی مری جگہ پہ سب ہو بیاں کہ

جبتلک فخر ہین جو ہین سخن سنج نکت
مجکو توفیق ثنای شہ دین ہو بیشک

امت احمد مختار مین ممتاز رہون
آل و انصار و صحابہ کی کرے روح کمک

روزے ہی یوم شبہ تھا یہین کبھی اعدای علی
تا کہ روزہ سے ممنوع ہوا یوم الشک

سب دعائین مری مقبول ہون صدقہ اونکا
انبیا جتنے ہین چوبیس ہزار اور ایک

شکر ہے ختم ہوا آج قصیدہ میرا
اسکو مقبول کرین بادشہ جن و ملک

مجھسے احوال کا اظہار احبا پہ ضرور
یہ نہ سمجھین کہ تعلّی سے ہون کرتا یک

شاعری سے مری تھی باعث اعزاز نہین
ہان مگر نعت نبی سے ہے تفاخر بیشک

یہی باعث ہے کہ ہوتی ہے رقم نعت نبی
کرتے ہین حضرت جبریل امین مجھکو کمک

کر نمائی کوئی پایا اسکو تعلّی جانے
دیکھلے غور سے اشعار قصیدہ یک یک

اوس زمین مین کہا ہے سودا کا قصیدہ مشہور
فکر اصلا کسی شاعر نے نہین کی اب تک

وہ قوافی کہ جو تھے خارج نظم سودا
میرے حصے مین سب اللہ نے بخشے یک یک

پیش شعر انجمن سمجھا تھا فیض کو اپنا یہ سم
بابک بربط فلک کو چک و زنگ یا کہ ہو سنک

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ
اجمعین۔ اما بعد بندۂ پراگندہ خادم شعرائے کہن و نو محمد فضل علی عفی عنہ
مہتمم مطبع خدمت سراپا برکت ارباب بصیرت مین مدعا طراز ہے
خاتمہ طبع قصیدہ زر افشان کا پرداز ہے رأس الرؤساء امیر الامرا
ناظم یکتا ناشر بیہمتا قدردان اہل جوہر رتبہ شناس ارباب ہنر
جمیل المناقب جلیل المراتب حاتم دہر جسکی شہرت شباب السعید جواد
اوحد عالیجناب چودہری محمد سعید الدین حسین صاحب
رئیس کیپٹر بزرگ متخلص بہ سعید نے کیا قصیدہ فرمایا
شعر فی رنگ قبولیت دکھایا ہے کہین ضعف فکر نہین حشو بات
و زوائد کا ذکر نہین کیون نہو شاعری مین کمال ہی جودت طبع کا
کچھہ عجب حال ہے جناب مصنف کی جو کچھہ توصیف کرون بیجا ہے

ہر شعر قصیدہ اس میری قبول کی دلیل ہے سبحان اللہ سبحان اللہ واہ واہ

واہ وغیرہ کے قابل نہ مین ہون نہ میرا کلام ہے مگر یان قابل

قبولیت جناب امیر علیہ السلام جسکا ممدوح ایسا عالیمقام ہو اوسکے

مداح کا کیونکر نہ برتر کلام ہو فی الحقیقت یہ کلام رشک کلیم ہے ساقی کوثر کی

مدح سے موجہ کوثر و تسنیم ہے روایت صحیحہ کا التزام کیا سچ تو یہ ہے کہ

بڑا کام کیا کوئی بات حنفی مذہب کے خلاف نہین کہی جو آیتین اختلافی نہین

قصیدہ لکھکر یہ التزام حضرت ہی سے ہوا اور کبھی کا کلام ایسا دیکھا

نہ سنا لطف یہ ہے کہ ۹ ماہ مبارک کو شروع اور ۱۲ کو اختتام ہوا اور

یہان کی مجلس مین جسکو خود پڑھا سامعین نے لطف و اندازہ پایا حاضرین

کیف تازہ اوٹھایا حاجی خواجہ احمد صاحب شمس کتب فروش کی اصرار سے

یہ کلام فیض التیام مطبع سعید الاخبار بمقام کھیڑہ بزرگ میں بتاریخ ۱۲ شوال المکرم

سنہ ۱۲۹۷ھ بطور نقش اول چھپکر تمام ہوا اور شہرت عام طالبان سخن سے یہ چھپ تمام ہوا

طبع اول … جلد

اشتہار ہر شخص قصیدہ خونفشان کو چھاپنے [illegible] مجاز ہے دستخط [illegible] خاص